دُنیا میں ایسا کوئی دِلاور نہیں رہا

سید کاشف گیلانی

دارا کو مار کر بھی سکندر نہیں رہا
یاور سدا کسی کا مقدر نہیں رہا
مجبور ہو کے کیسے وطن سے گیا نواز
شائد تری نظر میں وہ منظر نہیں رہا
تجھ سے ہزار درجہ ترا پیش رو تھا خوب
تو اپنے پیش رو سے تو بہتر نہیں رہا
ظالم کے ہاتھ روک سکے ظلم و جبر سے
دنیا میں ایسا کوئی دِلاور نہیں رہا
لائیں کہاں سے شورشِ آتش بیاں کو ہم
افسوس ہے وہ مردِ قلندر نہیں رہا
ہر سمت چھا گئی ہے ستم کی سیاہ رات
کوئی بھی روشنی کا پیمبر نہیں رہا
جو مفلسوں کے ساتھ محبت سے پیش آئے
کیا شہر میں اِک ایسا تونگر نہیں رہا
منزل سے دُور دُور بھٹکتا ہے قافلہ
لگتا ہے جیسے کوئی بھی رہبر نہیں رہا
سمجھے گا اُس کو کون سیاست میں معتبر
وہ رہ نما جو جیل کے اندر نہیں رہا
رسوا ہوئے ہیں اِس لیے کاشفؔ جہاں میں ہم
سچ زِندگی کا مرکز و محور نہیں رہا

آغاز و انجام

کامران رعد (لندن)

کفّار ہیں بیدار و فسوں کار و ہنر باز
مسلم ہیں گراں خواب و تہی فکرِ تگ و تاز
الجھے ہیں مسائل میں پر و بالِ تخیّل
تزویرِ تفرّق میں پھنسا طائرِ پرواز
یہ ارض و سما کارگہِ طیّب و الم ہیں
تاریخِ مسلماں ہے کبھی سوز کبھی ساز
کہتا ہے یہی آئینۂ گردشِ ایّام
اِک دور کا معتوب ہے اِک دور کا جانباز
قندیلِ ہدایات جلائے ہوئے رکھنا
کیا خوب اسی نور سے ہو جائیں عیاں راز
تو جَہدِ مسلسل ہے نتائج سے ہو گزراں
آغاز ہی انجام ہے انجام ہی آغاز

☆☆☆